اس طرح انہوں نے اپنا نام، ولدیت، کنیت اور خاندانی نسب سب بیان کر کے مکمل تعارف کرایا۔ پھر جواب نہ پا کر واپس مڑے۔ [صحیح مسلم ١٤/١٣٤]

۹۔ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ اپنے محارم پر بھی اجازت طلب کر لے:

کیونکہ اگر وہ بغیر اجازت کے داخل ہو جائے تو ممکن ہے کہ اس کی نظر پردہ والی چیزوں پر پڑ جائے۔ امام قتادہ فرماتے ہیں: **اذا دخلت بیتک فسلم علی اھلک فھم احق من سلمت علیھم فان کان فیه امک او اختک تنحنح واضرب برجلک حتی تنبھھا لدخولک لأن الأھل لا حشمة بینک وبینھا واما الام والاخت فقد تکونان علی حالة لا تحب ان تراھا.** (اضواء البیان ٦/١٧٨، تفسیر القرطبی ١٢/٢١٩)

یعنی جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو، چونکہ وہی آپ کے سلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اگر اس میں تمہاری ماں یا بہن ہو تو پاؤں مار کر یا کھانس کر اپنے آنے کی تنبیہ کرو۔ بیشک تیری اہلیہ کے ساتھ تجھے کوئی تکلف نہیں، لیکن ماں، بہن وغیرہ کبھی کبھار ایسی حالت میں ہوتی ہیں جس کو دیکھنا آپ کو گوارا نہیں ہوسکتا۔

اجازت نگاہوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ امام ابن حجرؒ نے **انما الاذن من اجل البصر** سے یہ فائدہ اخذ کیا ہے کہ ہر کسی پر اجازت لینا ضروری ہے حتی کہ محارم پر بھی۔ (فتح الباری ١١/٢٥)

ابن مسعودؓ سے روایت ہے: ''**علیکم ان تستاذنوا علی امھاتکم واخواتکم**'' وقال الاشعث عن عدی بن ثابت ان امرأة من الانصار قالت یا رسول الله ﷺ **انی اکون فی منزلی علی الحال التی لا احب ان یرانی احد علیھا لا والد ولا ولد، وانه لا یزال یدخل علیّ رجل من اھل بیتی وانا فی تلک الحال. فنزلت: ﴿یأیھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا......﴾** (تفسیر ابن کثیر ٦/٤٠)

ابن مسعود نے فرمایا: ''تم اپنی ماؤں اور بہنوں پر بھی اجازت لیا کرو۔'' اشعث نے عدی بن ثابت سے یہ روایت کی ہے کہ ایک انصاریہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا میں اپنے گھر کبھی ایسی حالت میں ہوتی ہوں جس کو نہ باپ اور نہ بیٹے کا دیکھ لینا مجھے پسند ہے، اور میرے گھر والوں میں سے ایک میری اسی حالت میں آ دھمکتا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ''اے ایمان والو تم بغیر اجازت کے گھر میں نہ گھسنا۔''

☆☆☆☆☆

اصلاح عقیدہ قسط:12

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی

بدعت کے بارے میں صحابہ کرام کا موقف:

یحیٰ بن عمرو بن سلمۃ الہمدانی ؒ کا بیان ہے کہ ہم لوگ نماز فجر سے پہلے عبداللہ بن مسعود کے دروازے پر اکٹھے ہوتے، اور آپ کی جلو میں مسجد کی طرف جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابوموسیٰ اشعریؓ آیا اور کہا: کیا ابوعبدالرحمٰنؓ (ابن مسعود) تشریف لائے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ اس پر ابوموسیٰ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر ان کا انتظار فرمانے لگے۔ جب آپ باہر آئے تو ہم سب اٹھے اور ابوموسیٰ نے ان سے کہا: ''جناب ابوعبدالرحمٰن! ابھی میں نے مسجد میں ایک چیز دیکھی جسے میں نے ناگوار محسوس کیا، حالانکہ شکر ہے کہ میں نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔'' آپؓ نے دریافت کیا: ''وہ کیا بات ہے؟'' ابوموسیٰؓ بولے: ''آپ کی عمر میں برکت رہے تو جلد ہی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو مختلف حلقے بنائے ہوئے دیکھا جو نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر حلقے میں ایک (نمایاں) شخص ہے اور لوگوں کے آگے کنکریاں دھری ہوئی ہیں، وہ شخص کہتا ہے: سارے ساتھی 100 مرتبہ تکبیر پڑھیں۔ تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر گن کر پڑھتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: تہلیل پڑھیں تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ اور وہ کہتا ہے: سو مرتبہ تسبیح پڑھیں تو لوگ ان کنکریوں پر سو سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں۔''

عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ ماجرا سن کر پوچھا: ''تو آپ نے ان سے کیا کہا؟'' ابوموسیٰؓ نے عرض کیا: ''میں نے آپ کی رائے کا انتظار کرتے ہوئے فوری طور پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔'' ابن مسعودؓ نے کہا: ''آپ نے انہیں اپنے گناہ شمار کرنے کا حکم دیا ہوتا اور انہیں یہ ضمانت دی ہوتی کہ ان کی نیکیوں میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوگا۔''

یہ باتیں کرتے ہوئے آپؓ ان حلقوں میں ایک کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور اعتراض کیا: ''یہ کیا چیز ہے جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟!'' انہوں نے جواب دیا: ''جناب ابوعبدالرحمٰنؓ! یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم تکبیر، تہلیل اور تسبیح گن رہے ہیں۔'' عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: (**فعدوا سيئاتكم فأنا ضامن أن لايضيع من حسناتكم شيء، ويحكم ياأمة محمد ﷺ ما أسرع هلكتكم! هؤلاء صحابة نبيكم ﷺ متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر، والذي نفسي بيده انكم لعلىٰ ملة هي أهدى من ملة محمد ﷺ أومفتتحو باب ضلالة؟!**) ''پس تم لوگ اپنے گناہوں کو گنتے رہو، میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ تمہارے لیے افسوس ہے اے محمد ﷺ کے امتیو! حیرت ہے

کہ تم کتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے !! ابھی تمہارے پیغمبر ﷺ کے اصحاب کرام بکثرت موجود ہیں، ہنوز آپ ﷺ کے (استعمال شدہ) کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور آپ کے برتن تک نہیں ٹوٹے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً تم لوگ ایک ایسے ملت (مذہب) پر قائم ہو جو کہ (نعوذ بالله) محمد ﷺ کی ملت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا پھر تم گمراہی کا گیٹ کھولنے کی جسارت کر رہے ہو؟!''

انہوں نے خلاف توقع یہ شدید ترین انکار سن کر عرض کیا: ''جناب ابو عبدالرحمٰن ! ہماری نیت میں حصول خیر کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' آپ نے جواب دیا: (وکم من مرید للخیر لن یصیبه !) ''کتنے ہی بھلائی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں جو ہرگز بھلائی حاصل نہیں کر سکتے !'' پھر آپ ؓ نے انہیں خارجیوں کے اوصاف سے متعلق حدیث نبوی سنائی، پھر فرمایا: ''قسم ہے اللہ کی، میں یقینی طور پر تو نہیں جانتا، لیکن اندازہ ہے کہ تم میں سے اکثر وہی ہو۔'' یہ بتا کر ان سے منہ پھیر لیا۔ عمرو بن سلمۃ ؒ کا بیان ہے کہ ہم نے ان حلقوں کے لوگوں کو دیکھا یہی لوگ جنگ نہروان میں خارجیوں کے ہمراہ ہم سے لڑائی کر رہے تھے۔ (سلسلة الاحادیث الصحیحة ۵/۱۱-۱۲ بحواله الدارمی و تاریخ واسط)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے اس شد و مد سے انکار کا مقصد صرف یہ تھا کہ ان لوگوں کے عمل کا خاص انداز رسول اللہ ﷺ سے قولاً یا عملاً ثابت نہیں، اسی لیے یہ صحابہ کرامؓ کے عمل کے بھی خلاف ہے' لہذا یہ بدعت ہے۔☆

قرآن و حدیث سے نمازِ تہجد کی بڑی فضیلت ثابت ہے۔ بعض دفعہ صحابہ کرامؓ نے اس میں نبی اکرم ﷺ کی اقتدا بھی فرمائی ہے۔ لیکن اس عمل کے لیے بھی اگر ضرورت سے زائد اجتماع کا خصوصی اہتمام کیا جائے تو وہ بھی مکروہ ہوگا۔

مجدد الف ثانیؒ ایسی ہی ایک بدعت کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''نماز تہجد را بجماعت میگزارند و از اطراف و جوانب دراں وقت مردم برائے نماز تہجد جمع می گردند و بجمعیت تمام ادا می نمایند، و ایں عمل مکروہ است بکراہت تحریمہ۔ جمعے از فقہاء کہ قدر شرط کراہت داشتہ اند و جواز جماعت نفل را مقید بناحیہ مسجد ساختہ، زیادہ از سہ کس را باتفاق مکروہ گفتہ اند۔''

مشہور تابعی مفسر و محدث مجاہد بن جبرؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں عبد اللہ بن عمرؓ کے ہمراہ کسی مسجد میں گیا۔ اذان ہو چکی تھی، پھر ایک شخص نے تھویب کی یعنی الصلاة، الصلاة وغیرہ کے الفاظ سے لوگوں کو نماز کے لیے بلانا شروع کیا تو ابن عمرؓ نے مجاہد سے

☆اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ الله اکبر پڑھ کر اللہ پاک کی کبریائی، لاالہ الااللہ کا ورد کر کے اس ذات واحد کی وحدانیت اور سبحان الله کے لفظ سے اس کی پاکیزگی کا اعتراف کرنا اعلیٰ و افضل عبادت ہے، جو قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ لیکن ان عبادت گزاروں نے اس عمل کو کئی بدعات کے اضافے سے منکر و ضلالت بنا ڈالا، مثلاً اس عمل کے لیے حلقہ بندیوں کا اہتمام، کنکریوں کی مقررہ مقدار کے ذریعے انہیں گن گن کر پڑھنے کا التزام اور ہر حلقے میں ایک شخص کی سرکردگی میں باجماعت ذکر کا التزام وغیرہ۔ (عبدالوہاب خان)